رسائل و مسائل

دعا، استخارہ، خواب، کرامت

سوال:- مجھے کالج کے زمانہ میں مولانا محمد الیاس مرحوم کی تحریک میں ایک مدت تک کام کرنے کا شرف حاصل رہا ہے اور میرے ساتھ چند اور ساتھی بھی شریک کار رہے ہیں۔ آغاز ہی میں مجھے اس تحریک کے اندر چند خامیوں کا احساس تو ہوا، مگر دوسری کسی بہتر تحریک کو نہ پاکر میں اسی کی خدمت میں محو رہا۔ آخر کار جماعت اسلامی کے وجود کا علم ہوا تو آپ کے یہاں کے لٹریچر پر توجہ دی اور دماغ نے آپ کی دعوت کی تصدیق کی۔ کچھ امور کی مزید توضیح کرانے کے لیے میں ایک رفیق کے ہمراہ دارالاسلام بھی حاضر ہوا تھا۔ وہاں سے قرآن مجید کے مطالعہ کی تلقین ہوئی اور اس سے اب میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جماعت اسلامی کا پروگرام کتاب و سنت کے بالکل مطابق ہے اور فلاح کی یہی راہ ہے۔ چنانچہ جماعت کے اجتماعات میں اب شریک ہو رہا ہوں اور دعوت حق کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی بھی کر رہا ہوں۔ اسی سعی کے دوران میں ایک عربی داں حافظ قرآن دوست سے بھی ربط پیدا ہوا، اور ان کی طرف سے دعوت کے جواب میں جو خط موصول ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

> "میں اپنے علم و تجربہ کی بنا پر الیاس صاحب کی جماعت میں کام کرنے کو اولیٰ سمجھتا ہوں۔ اس کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ اگر جماعت اسلامی صحیح طریقہ پر چل رہی ہے تو خدا مجھے اس میں شامل کر دے، بلکہ میرے دوسرے تمام ساتھیوں کو بھی۔"

اب آپ بتائیں کہ کیا یہ طرز عمل ازروئے شریعت صحیح قرار دیا جاسکتا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی بات کی دعوت دی جائے تو وہ کہے کہ میں بہت آہ و زاری کے ساتھ دعا کروں گا اور پھر اللہ تعالیٰ جو فیصلہ میرے دل میں القا کر دیں گے، میں اس کے مطابق چلوں گا۔ اس رویہ پر استدلالاً کہا یہ جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیوی معاملات میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہے تو کیا دینی معاملات میں نہیں سنے گا۔

اس تبلیغی تحریک کے بعض کارکن یہ بھی کہتے ہیں کہ خواب بھی ہدایت کا ایک ذریعہ ہے۔ چنانچہ یہ حضرات کچھ نوافل پڑھ کر باوضو سوتے ہیں تاکہ اچھے اچھے خواب آئیں۔ یہی نہیں، بعض کارکن تو یہ تک کہتے ہیں کہ ہم تو اس جماعت میں جب سے آئے ہیں ہمیں اکثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت وبشارت حاصل ہوتی ہے۔ یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ مومن کے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ آپ فرمائیے کہ اسلام میں ان خوابوں کا کیا مقام ہے۔

علاوہ بریں ان بزرگوں کا استخارہ کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ ہر معاملہ میں استخارہ کیا جانا چاہیے، چاہے کوئی مسئلہ عقلاً فیصلہ کیے جانے کے قابل ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ مجھے بھی گورنمنٹ کی نوکری اور پرائیویٹ نوکری میں سے کسی ایک کو انتخاب کرنے کے لیے استخارہ کا مشورہ دیا گیا تھا، حالانکہ میں احکام شریعت کے تحت ایک فیصلہ پر پہنچ چکا تھا! آخر استخارہ کا صحیح اور جائز مصرف کیا ہے۔

ایک عجیب روایت کا چرچا ہو رہا ہے کہ پچھلے دنوں ایک تبلیغی جماعت دہلی سے سندھ پا پیادہ گئی تو راستہ میں آدھی رات کو انھیں دریائے ستلج عبور کرنا پڑا، کیونکہ پل پر سے گزرنے کی اجازت نہ مل سکی۔ بس میر قافلہ نے دعا کی اور قافلہ دریا میں اتر گیا۔ دریا پورے زور سے بہ رہا تھا، اور منجدھار میں کسی کے ذکر الٰہی سے غافل ہونے کی وجہ سے پاؤں اکھڑنے لگے تو امیر نے ذکر کی اہمیت پر تقریر کی، اس سے سب کی توجہ الی اللہ مستحکم ہو گئی اور قافلہ دریا کے پار ہو گیا۔ اس سے نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ یہی جماعت حق پر ہے! کیا واقعی یہ دلیل اور نتیجہ صحیح ہے؟

جواب: آپ کے تغیر اور موجودہ خیالات کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دوسرے بھائیوں کو بھی اقامت دین کی سعی اور اس کے طریق کو سمجھنے کی توفیق بخشے، تاکہ ان کی قوتیں اور قابلیتیں ضمنی اور فروعی اور بے نتیجہ کاموں میں ضائع ہونے کے بجائے اصل کام پر صرف ہوں۔ یہ بات واضح کر دوں کہ ہر حلقے اور طبقے کی اصلاح اور افہام وتفہیم کی ذمہ داری ان لوگوں پر سب سے زیادہ ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں یا پہلے رکھتے تھے اور ان کی نفسیات، مزاج اور رجحانات سے واقف ہیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر فی الواقع بہت دکھ ہوتا ہے کہ کس طرح ہمارے بہت سے نیک نیت اور نیک سیرت بزرگ بے سوچے سمجھے اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں اور مسلمانوں میں جو پہلے ہی دین حق سے بہت دور ہو چکے ہیں، غلط تصور دین کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

جو سوالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) آپ کے جو دوست یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اگر جماعت اسلامی ہی صحیح راستہ پر ہے تو مجھے اسی کے مطابق چلا دے۔ ان سے کہیے کہ کسی معاملہ میں حق معلوم کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آدمی شریعت کے اصولوں کو سامنے رکھ کر ان پر پوری طرح غور کرے، اگر غور کرنے سے اس کا دل کسی ایک طرف مطمئن اور یکسو ہو جائے تو اس طریق کو اختیار کرے اور اگر تردد باقی رہے تو شرح صدر کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور تلاش و تحقیق میں پوری سرگرمی سے مصروف بھی رہے۔ مجرد دعا پر بھروسہ کر لینا اور اپنے فکر و عقل سے کام نہ لینا صحیح شرعی طریق نہیں ہے۔ یہ کوئی معقول حرکت نہیں ہے کہ تحقیق حق کے لیے اللہ تعالیٰ نے علم و عقل اور قوتِ استدلال کے جو ذرائع بخشے ہیں اور اپنی آیات ہدایت اور اسوۂ انبیاء کی جو نعمتیں عنایت فرمائی ہیں ان سب سے قطع نظر کر کے آدمی محض اللہ سے ہدایت و راستی کی آرزو کر کے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا چاہے۔ جس شخص نے خدا کے دیے ہوئے چراغ کو گل رکھا اور روشنی کی دعا کی یا خدا کی دی ہوئی آنکھ موندے رکھی اور راستہ دیکھنے کی التجا کرتا رہا، اس نے اللہ کی بخششوں کا کفران کیا، اسے کب حق پہنچتا ہے کہ اللہ اس پر مزید بخششیں فرمائے ایسا رویہ دین سے بے پروائی اور عدم دلچسپی کی دلیل ہے۔ اور اس میں کسی سنجیدگی کا شائبہ تک نہیں ہے۔ خود یہ حضرات دنیا کے کسی چھوٹے سے چھوٹے معاملہ میں فکر و عقل کو معطل کر کے محض دعا پر بھروسہ نہیں کر سکتے لیکن اسے فریب نفس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ دین جیسے نازک معاملہ میں عقل کی آنکھیں بند کر کے محض اندھی دعاؤں سے مقصد حاصل کرنے کی فکر کی جاتی ہے۔ وہ حق جس پر پوری زندگی کی درستی اور نادرستی اور آخرت کے ابدی راحت والم کا دارومدار ہے، اس کی تلاش میں، چراغ گل کر کے، آنکھیں موند کر، کان بند کر کے، ذہن کے دروازوں پر قفل لگا کر آدمی نکلے اور مجرد دعا کی لاٹھی سے راستہ ٹٹولنا چاہے، حد درجہ مضحکہ انگیز حرکت ہے! عقل و فکر اور چشم و گوش کا اولین فطری مصرف یہی ہے کہ ان کی مدد سے حق کو اور دین کی سیدھی راہ پہچانا جائے۔ اور اگر یہ اعلیٰ درجہ کے قویٰ اسی پاکیزہ مصرف پر صرف نہ ہوئے تو پھر کیا ان کو نظام کفر کی پہچان اور اس کی اطاعت کے لیے صرف ہونا ہے؟ سوچتی ہوئی عقل اور کھلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طلب ہدایت کی دعا کیجیے تو وہ انشاء اللہ نشانہ پر بیٹھے گی۔

(۲) خواب کے متعلق آپ نے جو سوال کیا ہے، اس کی حقیقت تو اس حدیث ہی سے (بشرطیکہ وہ صحیح ہو) واضح ہو جاتی ہے جس کا یہ لوگ حوالہ دیتے ہیں۔ اس حدیث سے خود معلوم ہو جاتا ہے کہ خواب تحقیقِ حق کے صحیح ذرائع کا صرف چھیالیسواں حصہ ہے، باقی پینتالیس حصے کتاب و سنت کے نصوص صحیحہ ہیں، عقلِ سلیم ہے، علم و فکر اور استدلال کی قوتیں ہیں۔ پس آدمی کے فیصلوں کا تمام تر انحصار ان چیزوں پر ہونا چاہیے، نہ کہ اس چیز پر جس کی حیثیت حدیث ہی کے رو سے ذرائعِ علم کے محض چھیالیسویں حصہ کی ہے۔ ہمارے نزدیک خواب کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ اگر آدمی اچھا خواب دیکھے تو اس سے بشارت حاصل کرے اور کوئی برا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈھے۔ زندگی کے عملی معاملات میں جو لوگ خواب کو دلیل بناتے ہیں وہ محض وہمی قسم کے لوگ ہیں۔ خدا کے سامنے انسان کی ذمہ داری اور جوابدہی کا سارا انحصار اس کے علم و عقل ہی کی بنا پر ہے اور انہی کے نہ ہونے کی وجہ سے حیوان اور مجنون لوگ اس ذمہ داری سے مستثنیٰ کیے گئے ہیں، نہ اس لیے کہ وہ خواب نہیں دیکھ سکتے۔

(۳) استخارہ کا تعلق ان امور سے نہیں ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے قطعی فیصلے موجود ہیں۔ خدا اور رسول کی فرمائی ہوئی باتوں کے کرنے اور ان کی منع کردہ باتوں کے نہ کرنے کے متعلق جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ احمق ہے اور اگر آپ صحیح تر الفاظ میں کہنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں گا کہ وہ ایمان سے خالی بھی ہے، کیونکہ وہ دراصل اللہ اور رسول کا پیرو نہیں، بلکہ اپنے خوابوں اور توہمات کا پیرو ہے اور اس کے نزدیک منصوص اور مسلّم احکام شریعت بھی اس وقت تک قابل قبول نہیں ہیں جب تک کہ اس کا خواب ان کی تائید نہ کر دے!

استخارہ کا تعلق صرف ان امور سے ہے جن میں انسان شرعاً و عقلاً کسی فیصلہ کن نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ ایسے امور میں بلاشبہ اپنے تذبذب و تردد کے ازالہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے مسنون طریقہ پر استخارہ کرنا چاہیے۔ نہ کہ ان معاملات میں جن کے بارہ میں اللہ اور رسول کے صریح احکام موجود ہیں۔

(۴) تبلیغی جماعت کی جس کراماتی روایت کا آپ نے حوالہ دیا ہے، ہمیں نہ اس کی تصدیق سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ اس کی تکذیب سے۔ البتہ یہ ضرور عرض کریں گے کہ معجزے، چٹکلے اور کرشمے کسی چیز کے حق ہونے کی دلیل نہیں بن سکتے۔ اس قسم کے چٹکلوں اور کرشموں کی آڑ زیادہ تر وہ لوگ پکڑتے ہیں جن کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس کی عقلی اور استدلالی قوت لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ اس طرح کی چیزیں بیچارے عوام کو معتقد و مرید بنانے کے لیے کچھ کارآمد ہو جاتی ہیں اس سے زیادہ نہ ان کا کوئی فائدہ ہے اور نہ پروپگنڈے سے زیادہ ان کی کوئی وقعت ہے۔ کسی صالح نظامِ زندگی کی تعمیر اوہام اور عجائب پر نہیں ہوتی بلکہ ٹھوس عقلی و فطری حقائق پر ہوتی ہے۔ آپ مطمئن رہیں کہ اس طرح کی چیزوں کے لیے خواص تو درکنار عوام میں بھی کچھ زیادہ گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے۔